آخر درست کیا ہے؟

تخلیقِ انسانی کا مقصد

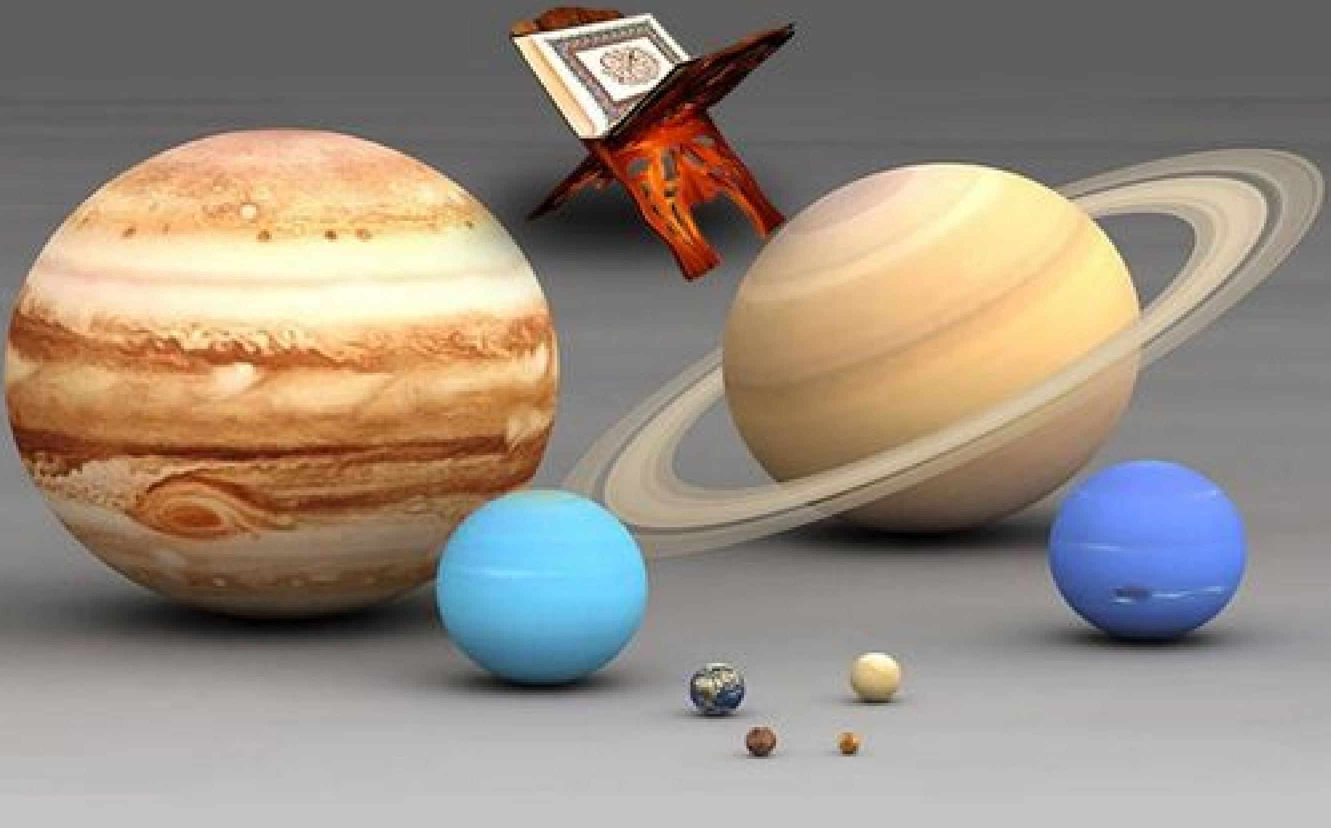

آخر درست کیا ہے؟

تخلیقِ انسانی کا مقصد (قسط:1)

مفتی ابو صالح محمد قاسم عطاری*

آخر درست کیا ہے اور سیدھا راستہ کون سا ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو ہمیشہ سے انسانی ذہنوں میں اٹھتا رہا ہے اور اس کے جواب ہی پر انسانی زندگی کے طرزِ عمل کی بنیاد ہے۔ آسمانی مذاہب یہی سیدھا راستہ دکھانے کے لئے اُترے اور انبیاء علیہم السلام نے پوری شرح و بَسْط سے اسی سوال کا جواب دیا۔ آج بھی اس سوال کی اہمیت کم نہیں ہے، خصوصاً اِن حالات میں جبکہ غیر مسلم، دین سے بیزار، لادین، دہریت پسند اور اسلام کا تمسخر اڑانے والے سب لوگ خود کو راہِ راست پر سمجھتے ہیں اور یہی دعویٰ مسلمانوں کا بھی ہے۔ اس مضمون میں اجمالی اور تمہیدی طور پر اس کا جواب دیا جائے گا اور آئندہ مضمون میں ان شآء اللہ دینِ حق کی خصوصیات بیان کی جائیں گی۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان کی حقیقی ہدایت و فلاح کے لیے متعین کر دیا ہے، ارشادِ خداوندی ہے: ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫﴾ ترجمہ: بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ (پ3، اٰل عمرٰن:19)
ہمارے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے تمام انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا دین اسلام ہی تھا اور اب اُس کی آخری کامل تصویر اور قطعی تعبیر وہ دین ہے جو محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کے لیے یہ دین مکمل کر دیا ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ﴾ ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام بطورِ دین پسند کیا۔ (پ6، المآئدۃ:3) اب آخرت کی نجات اسلام، بطورِ دین اپنانے اور محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت و رسالت پر صحیح ایمان لانے پر موقوف ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ(۸۵)﴾ ترجمہ: اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ (پ3، اٰل عمرٰن:85)
اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے، اس امت میں کوئی بھی شخص جو میری نبوت (کی خبر) سنے، خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی، پھر وہ اس (دین) پر ایمان لائے بغیر مر جائے جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے تو وہ جہنمی ہو گا۔" (مسلم، ص82، حدیث:386) ہدایت و فلاح کی حقیقی راہ صرف "اِسلام" ہے، اس کے علاوہ دیگر تمام راستے حق و حقانیت سے دور ہیں۔

دین کی ضرورت انسانی تخلیق کے اصل مقصد سے وابستہ ہے۔ تخلیقِ انسانی کا مقصد کیا ہے؟ یہ بڑا بنیادی سوال ہے جس پر عموماً فلسفے کی کتابوں میں بحث کی جاتی ہے، یہاں اس کے جواب سے پہلے عمومی حقائق کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اس فانی دنیا کی عیش و عشرت سے لطف اندوز ہونا ہی مقصدِ حیات سمجھ رکھا ہے، وہ دین، ایمان، خدا اور مذہب کوئی بات تسلیم نہیں کرتے۔ اُن کی نظر میں زندگی کی حقیقت یہی ساٹھ ستر سال کا عرصہ کھانے، پینے، عیش و مستی میں گزار دینا ہے حالانکہ یہ صرف جسمانی تقاضے ہیں جو جانوروں میں بھی موجود ہیں بلکہ بعض اوقات انسانوں سے بڑھ کر پائے جاتے

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، باب المدینہ کراچی

ہیں۔ اسے مقصد قرار دینے کی صورت میں تو جانور، انسانوں سے بڑھ کر مقصدِ زندگی پورا کرتے نظر آتے ہیں۔ اس نظریۂ حیات میں انسان کا اخلاقی اور روحانی وجود بالکل فراموش ہے، نیز زندگی کے اچھے برے اعمال کی جزا و سزا کا کوئی تصور نہیں۔ یہ تصورِ حیات انسانیت کی تحقیر اور جانوروں کا انسانوں سے بہتر ہونا ظاہر کرتا ہے۔

جسمانی لذات و خواہشات پر اکتفا کرنے والی اس طرزِ حیات کا سبب یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی اپنی تخلیق کے مقصد کی طرف توجہ کرنا گوارا ہی نہیں کرتا تو زندگی آہستہ آہستہ حیوانیت کی سمت بڑھنا شروع ہو جاتی ہے اور خواہشات کی تکمیل کے طریقے سوچنا، منصوبے بنانا اور انہیں اپنانا ہی حاصلِ زندگی بن جاتا ہے۔ یہ بہت کم تر مقصدِ حیات ہے جو عظمت و شرفِ انسانی کے منافی ہے۔ اس میں انسانی وجود اور صلاحیتوں کے صحیح استعمال کی کوئی حقیقی ترغیب موجود نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے نظامِ زندگی میں اگر قانون کا ڈنڈا یا ہمہ جہت اخلاقی تربیت ہوگی تو لوگ امن و سکون سے رہیں گے ورنہ جہاں قانون کمزور اور نظامِ تربیت مفقود ہوا، وہاں شر کو خیر پر غلبہ پانے اور انسان میں موجود حیوانیت و بہیمیت ظاہر ہونے میں کچھ دیر نہیں لگے گی۔ اس لئے صرف قانون اور اخلاقی تربیت کے ستونوں پر پوری انسانی زندگی کی بنیاد رکھنا درست نہیں کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاں قانون موجود نہیں وہاں برائی سے رُکنا نہیں پایا جائے اور جہاں تک اخلاقی تربیت کا تعلق ہے تو اُس کی حقیقت ایک خاص انداز پر ذہنی سوچ ڈھال دینا ہے لہٰذا یہ امر بآسانی ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے ذاتی و مادی مفادات کی خاطر اخلاقی قوانین کا اِنکار کردے۔ ایسی صورت میں کوئی اُس کا کیا بگاڑ سکتا ہے اور کون اسے اخلاق کی پیروی پر مجبور کر سکتا ہے؟ دوسری طرف اسلامی نظریۂ حیات ہے جو خدا کا وجود تسلیم کرنے اور آخرت میں اعمال کا صلہ پانے پر مبنی ہے، جس میں دنیا کی فانی زندگی، آخرت کی دائمی زندگی کے لئے کھیتی کی مثل قرار دی گئی ہے کہ جو دنیا میں بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ دونوں نظریۂ حیات کا فرق اِس مثال سے یوں سمجھیں کہ اخلاق کا تقاضا ہے کہ اولاد کو ماں باپ کی خدمت کرنی چاہیے۔ یہ اخلاق دو طرح عمل میں آسکتا ہے، ایک تو اسلامی انداز میں کہ یہ خدا کی طرف سے عائد کردہ فرض ہے لہٰذا اسے پورا کرنا ضروری ہے ورنہ خدا کی بارگاہ میں جواب دینا ہوگا۔ یہ اسلامی سوچ جب تک زندہ ہے تب تک خدمتِ والدین کے لئے لازمی مُحرِّک ہوگی اور مسلمان جب تک مسلمان ہے وہ بارگاہِ الٰہی میں اِس کی جواب دہی کا انکار نہیں کر سکتا، اِس کے برعکس ماں باپ کی خدمت صرف اخلاق پر چھوڑ دیں تو لادین معاشرے کے لوگ اپنی لادینیت پر رہتے ہوئے جو کچھ اِس وقت کر رہے ہیں، وہ یہ ہے کہ بوڑھے ماں باپ کو اولڈ ہوم میں داخل کرا کے اور ماہانہ یا سالانہ ملاقات کر کے خود کو بری الذمہ سمجھتے ہیں اور بزبانِ حال یہ کہتے ہیں: **"ہم اپنا آرام و سکون اور موج مستی اِن بوڑھوں کی کھانسی اور چڑچڑے پن کی نظر نہیں کر سکتے۔" "انہوں نے اگرچہ ہمیں پالا ہے، لیکن ہم ان کے پالنے سے معذرت خواہ ہیں۔" "انہوں نے ہماری خاطر راتیں جاگی ہیں، لیکن ہم ان پر اپنی راتوں کے مزے قربان نہیں کر سکتے۔" "انہوں نے کما کر ہمیں ضرور کھلایا ہے، لیکن ہمارا پیسہ بیوی، محبوبہ، گرل فرینڈز اور بچوں ہی پر خرچ ہو سکتا ہے۔"** یہ ہے انکارِ خدا اور خالص مادیت پر مبنی وہ اخلاقی طاقت و تربیت جو ایک لمحے میں ریت کی دیوار کی طرح زمین بوس ہو جاتی ہے اور یہ ہے وہ طرزِ زندگی جس کا تربیت یافتہ، مہذب، قانون کا پابند کہلانے والے پورے مغربی معاشرے میں مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ ماں باپ کی خدمت میں یہ فرق کہاں سے آتا ہے؟ یہ درحقیقت مسلمان اور غیر مسلم کے نظریۂ حیات سے پیدا ہوتا ہے کہ قانون و تربیت کا وجود نہ بھی ہو، تب بھی خدا و آخرت پر سچا ایمان ہی اسے باوقار، بااخلاق، باکردار زندگی گزارنے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے پر مجبور کر دیتا ہے جبکہ دوسری طرف قانون و تربیت جہاں غائب ہوئے وہاں اخلاق و کردار سب ختم ہو جاتے ہیں۔

(دوسری قسط اگلے ماہنامے میں)